

وَلَا تَكْفُرُوا بِالَّذِينَ قَفَرُوا مِنَّا مِنَّا كُفْرًا كَثِيرًا مِّنَ الَّذِينَ قَفَرُوا مِنَّا كُفْرًا كَثِيرًا مِّنَ الَّذِينَ قَفَرُوا مِنَّا كُفْرًا كَثِيرًا

ترجمہ: اور نہ ہو جانا تم مشرکوں میں سے یعنی ان لوگوں میں سے جنہوں نے بھوٹ ڈال دی اپنے دین میں اور بٹ گئے فرقوں میں۔ ہر فرقہ اس (طریقے) پر جو ان کے پاس ہے مگن ہے۔

خطبہ

جمعة المبارک

[9 رمضان المبارک 1431ھ بمطابق 20 اگست 2010]

عنوان

رمضان قرآن کے آئینہ میں

شعبہ دینی امور جوہری ٹرسٹ (جامع مسجد محمدی نئی آبادی اٹاری سر وہ لاهور)

زیر اہتمام

نوٹ: ہم وضاحت کے ساتھ یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتے ہیں کہ الحمد للہ ہمارا کسی فرقہ کسی مسلک کسی سیاسی گروہ یا جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے ہمارا عزم ہے کہ ہم نے اپنے معاشرے سے انتشار اور افتراق (صوبائیت لسانیت فرقہ واریت) کو ختم کرنا ہے اور بہترین معاشرہ بنانا ہے اس کیلئے ہم نے ایک انسانی کوشش شروع کی ہے اور ہر انسانی کوشش میں غلطیوں کا امکان رہتا ہے لہذا ہماری تحریر میں جو کچھ صحیح نظر آئے تو در قرآنی ہے اور جہاں کہیں غلطی نظر آئے وہ ہماری اپنی کوتاہی ہے اس ادنیٰ سی کوشش کو آپ تک پہنچانے کیلئے خطبات کا سلسلہ ایک کڑی ہے ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ ہماری اس کاوش کو سراہیں گے اور آپ کو ہم اپنے شانہ بشانہ پائیں گے۔ اللہ پاک ہمیں استقامت دے اور معاشرتی بہتری کیلئے زیادہ سے زیادہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محترم جاوید اختر جوہری صاحب صدر جوہری ٹرسٹ

بتعاون:

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ أَلَيْنِي بَعْدَهُ وَعَلَىٰ إِلِيهِ وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ أَوْفَوْا عَهْدَهُ
أَمَّا بَعْدُ۔

○ فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

○ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ○ (سورہ بقرہ 183)

1۔ ایک دیوانے دعوتِ ایمانی جس طرح تم سے پچھلی قوموں پر روزہ فرض کیا گیا تھا اسی طرح تم پر بھی روزہ فرض کر دیا گیا ہے تاکہ تم قانونِ خداوندی کی نگداشت کر سکو۔

آيَا مَا مَعْدُودَاتٍ ط

2۔ یہ روزے چند گئے ہوئے دنوں کے ہیں۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ط

3۔ پھر جب بھی تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ دوسرے دنوں میں روزے رکھ کر گنتی پورے کر دے۔

وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامِ مَسْكِينٍ ط

4۔ اور جو لوگ بہ دشواری روزے رکھ سکیں ان کیلئے روزے کے بجائے ایک مسکین کو کھانا کھلا دینا کافی ہے۔

فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ ط وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ○ (سورہ بقرہ 184)

5۔ اس کے بعد اگر کوئی اپنی خوشی سے زیادہ کر لے تو نیکو کاموں کا موجب ہوگا اگر تم سمجھ بوجھ رکھتے ہو تو تمہارے لیے روزہ رکھنا بہتر ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ

6۔ روزے رمضان کے مہینے کے ہیں جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے۔

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمْ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ط وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ط

7۔ لہذا تم میں سے جو کوئی اس مہینے میں اپنے گھر پر موجود ہو تو اسے اس مہینے کے روزے رکھنے چاہئیں۔ البتہ اگر تم میں سے کوئی

بیمار یا سفر میں ہو تو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پورے کرے۔

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ

8۔ اور کھاؤ پئو یہاں تک کہ تمہارے لیے صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے تمیز ہو جائے پھر رات تک روزہ پورا کرے۔

أَجَلٌ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفِثِ إِلَىٰ نَسَائِكُمْ ط

9۔ اور تمہارے لیے روزوں کی راتوں میں اپنی بیویوں سے اختلاطِ حلال کیا گیا ہے۔

ان آیات سے معلوم ہو گیا کہ:

- 1- روزے رمضان کے مہینے کے ہیں (تین دن یا نو دن کے نہیں بلکہ پورے مہینے کے ہیں)
- 2- روزے میں اس وقت سے لے کر جب صبح کی سفیدی نمودار ہو جائے، دن کے ختم ہونے تک، کھانا پینا اور بیوی سے اختلاط منع ہے
- 3- روزے اس کے لیے ہیں کہ جو اس مہینے میں اپنے گھر پر موجود ہو اور تندرست ہو۔ مریض تندرست ہونے پر اور مسافر سفر سے واپسی پر دوسرے دنوں میں روزے رکھ کر گنتی پورے کر دے۔
- 4- اب ایک مشکل اور باقی رہ جاتی ہے اور وہ یہ کہ ایک شخص (عام عرفی معنوں میں) نہ تو بیمار ہے نہ مسافر ہے لیکن کسی وجہ سے، اسے روزے رکھنا دشوار ہیں۔ مثلاً ایک بوڑھا آدمی اپنے گھر پر موجود ہے اور مریض بھی نہیں لیکن بڑھاپے کی وجہ سے کمزور اتنا ہے کہ بمشکل روزہ رکھ سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اسے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ رمضان کے بعد دوسرے دنوں میں روزے رکھ کر گنتی پوری کر دے ایسے لوگوں کا حکم آیت نمبر 4 میں بیان کر دیا گیا ہے کہ جو لوگ ایسے ہوں کہ بمشکل روزہ رکھتے ہیں انہیں اپنے آپ کو دشواری میں ڈالنے کی ضرورت نہیں۔ وہ روزے کے بجائے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔

غور فرمائیے، اوپر کی تینوں شقوں میں ہر قسم کے حالات جمع ہو گئے ہیں اور یہی احکام کی جامعیت کا تقاضا تھا۔

ہم نے وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَہ کا ترجمہ۔ وہ لوگ جو بہ دشواری روزہ رکھ سکے۔ کیا ہے حالانکہ اس کا عام ترجمہ۔ اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہوں۔ کیا جاتا ہے یہ ترجمہ صحیح نہیں اس لیے کہ اس ترجمہ کی رو سے مطلب یہ ہوگا کہ جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہوں وہ تو ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں اور جن میں روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو وہ روزہ رکھا کریں۔ حالانکہ قرآن کا یہ منشاء نہیں ہو سکتا۔ بات یہ ہے کہ لفظ ”طاقت“ کا جو مفہوم ہمارے ہاں اردو میں رائج ہے وہ اسے مختلف ہے جو عربی زبان میں اس کا مفہوم ہوتا ہے۔

طاقت کے معنی کسی چیز پر قدرت رکھنا ہے لیکن یہ قدرت کی ایسی مقدار کو کہتے ہیں جسے انسان بہ مشقت کر سکتا ہے۔ دراصل یہ لفظ اس طوق سے ماخوذ ہے جو کسی چیز کو اپنے گھیرے میں لے لیتا ہے لَا نُحْمِلُنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ کے معنی یہ نہیں کہ جس کی ہمیں قدرت نہ ہو بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس کا بجالانا ہمیں دشوار ہو۔

طاقت قدرت کی اس مقدار کا نام ہے جو کسی انسان کیلئے بہ مشقت کرنا ممکن ہو۔

مفتی محمد عبدہ اپنی تفسیر المنار صفحہ ۱۵۵ جلد ۲ میں فرماتے ہیں کہ:

إِطَاقَةٌ دِرَاصِلٌ مَكْنَتٌ أَوْ قُدْرَتٌ كَمَا بِالْأَكْلِ أَدْنَى دَرَجَةٍ كَمَا نَامَ هُوَ چنانچہ عرب اَطَاقَ الشَّيْءَ صرف اس وقت کہتے ہیں۔ جب اس کی قدرت نہایت ہی ضعیف ہو۔ یعنی بہ دشواری اس سے برداشت کر سکتا ہو۔ چنانچہ يُطِيقُونَہ سے مراد بوڑھے، ضعیف اور پانچ لوگ ہیں جن کے اعذار کے دور ہو جانے کی کوئی توقع نہیں کی جاسکتی اور وہ لوگ ہیں جو انہی کی طرح معذور ہیں۔ یعنی ایسے

کام کاج کرنے والے لوگ جن کی معاش خدا نے پر مشقت کاموں میں رکھ دی ہے۔ اسی بنا پر امام راغبؒ نے لکھا ہے کہ طاقت قدرت کہ اس مقدار کا نام ہے جس کا کرنا انسان کیلئے بہ مشقت ممکن ہو اس کی تائید تفسیر کشاف سے بھی ہوتی ہے جس میں لکھا ہے کہ:

طَاقَةُ مَفْهُومٍ فِيهِ وَه كَامٍ آتِيهِمْ - جنہیں بہ تکلف یا بہ مشقت کیا جاسکے اور وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَہ سے مراد بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں ہیں جن کیلئے روزہ نہ رکھ کر فدیہ دینے کا حکم ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر آیت ثابت ہے، منسوخ نہیں ہے۔

قرآن کا اسلوب یہ ہے کہ وہ ایک اصول بیان کر دیتا ہے اور اسے امت کے اجتماعی نظام پر چھوڑ دیتا ہے کہ وہ اس کی جزئیات خود متعین کر لے۔ چنانچہ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَہ میں بھی یہی اسلوب اجتماعی اختیار کیا گیا ہے۔ یہاں ایک اصول بیان کر دیا گیا ہے اور اس کی تفصیلات خود بیان نہیں کیں (کہ وہ کون لوگ ہیں جو بہ مشقت روزہ رکھ سکتے ہیں)

تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں جو روزہ رکھنے کی طاقت ہی نہیں رکھتے یا شاید مشقت کے ساتھ طاقت رکھتے ہیں، ان کیلئے روزہ نہ رکھنا جائز ہے، مگر اس میں اختلاف ہے کہ ایسے لوگوں کے ذمہ کیا ہے؟ چنانچہ امام ربیعؒ اور امام مالک نے کہا ہے کہ ان کے ذمے کچھ بھی نہیں ہے۔ البتہ امام مالکؒ نے کہا ہے کہ اگر یہ لوگ روزانہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں تو میرے نزدیک یہ پسندیدہ ہے اور حضرت انسؓ ابن عباسؓ، قیس بن السائبؓ اور ابو ہریرہؓ نے فرمایا ہے کہ ان لوگوں کے ذمہ فدیہ ہے، قضا نہیں۔

مفتی سید عبدہؒ نے اور بھی اضافہ فرمایا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَہ سے مراد بوڑھے، ضعیف اور اپانچ لوگ ہیں۔ جن کے اعذار دور ہو جانے کی امید نہیں ہوتی۔ ایسے ہی وہ لوگ بھی ان کے زمرے میں شمار ہونگے جو مزدور پیشہ، ہوں جن کی معاش خدا نے پر مشقت کاموں میں رکھ دی ہے۔ مثلاً کانوں سے کوئلہ نکالنے والے اور وہ مجرم جن سے قید خانوں میں مشقت کے کام لیے جاتے ہیں اور جن پر روزہ رکھنا گراں ہو۔ تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جن پر کسی ایسی وجہ سے جن کے دور ہو جانے کی کوئی امید نہ ہو، روزہ رکھنا گراں گزرتا ہو جیسے بڑھاپا اور پیدائشی کمزوری اور ہمیشہ محنت کے کاموں میں مشغولیت اور پرانی بیماری جس کے اچھا ہونے کی امید نہ ہو۔ ایسے ہی وہ شخص جس کی مشقت کا سبب پیدا ہوتا رہتا ہے جیسے حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت۔ ان سب لوگوں کیلئے جائز ہے کہ وہ روزہ کے بجائے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔ اتنا کھانا جو ایک اوسط درجے کی خوراک کے آدمی کا پیٹ بھر سکے۔

تراویح:

احناف کہتے ہیں کہ رمضان میں روزانہ بیس تراویح سنت مؤکدہ ہیں اور اہل حدیث و شیعہ اس کے قائل نہیں۔ اہل حدیث کے نزدیک تراویح اور تہجد ایک ہیں اور ان کی تعداد آٹھ رکعات ہیں۔ وہ بیس تراویح کو بدعت کہتے ہیں۔ اس مسئلہ پر احناف، اور اہل

حدیث میں لڑائیاں بھی ہوئی ہیں اور ہوتی ہیں۔ آپ کی تحقیق تراویح کے بارے میں کیا ہے؟۔۔۔۔۔ احناف اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ سے قبل تراویح کا دستور ہی نہ تھا۔ لیکن اس کے باوجود تراویح کے تارک کو گنہگار بتاتے ہیں۔ تراویح کا ذکر قرآن کریم میں نہیں آیا۔ ان کی ابتداء رسول اللہ کے زمانے سے ہوئی تھی یا حضرت عمرؓ کے زمانہ سے، یہ تاریخ کا سوال ہے اور اس میں اہل تشیع اور اہل تسنن حضرات کا اختلاف ہے اور ان کی بحثیں سب کو معلوم ہیں۔ پھر یہ سوال کہ آیا ان کی رکعتوں کی تعداد آٹھ ہے یا بیس۔ خود اہل تسنن کے ہاں اختلاف ہے اور ان کی بحثیں بھی کسی سے پوشیدہ نہیں۔

اسلام قرآنی حدود کے اندر ضبط خویش زندگی کا نام ہے اس لئے ضروری ہے کہ انسان (مسلمان) کو معلوم ہو کہ قرآنی حدود کیا ہیں اور اس کے ساتھ ہی وہ ضبط نفس کا خوگر ہو۔ رمضان کا مہینہ ان ہر دو امور کے پیدا اور مستحکم کرنے کا ایک خصوصی ذریعہ ہے۔ دور حاضر کی اصلاح میں اسے ٹریننگ کمپ یا (REFRESHER COURSE) کہیے۔ روزہ انسان کو ضبط خویش سے مجاہدانہ زندگی کا خوگر بناتا ہے اور اس کے اس مہینے کا تعین جس میں نزول قرآن کی ابتداء ہوئی تھی، اس حقیقت کو سامنے لاتا ہے کہ اس ٹریننگ کے کورس میں اس کا خاص انتظام ہونا چاہیے کہ مجاہدین کے سامنے پورا قرآن آجائے۔ تاکہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ دنیا میں ”تلو اور قرآن“ کا رشتہ کیا ہے اور یہ کس طرح ایک دوسرے کے محافظ بنتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ دور اول کے اسلامی نظام نے قرآن کو بیک وقت ذہنوں میں متحضر کرنے کے لئے یہ طریقہ تجویز کیا تھا جسے اب محض ”حصول ثواب“ کے لئے ادا کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ جس طرح سے اب تراویح میں قرآن دہرایا جاتا ہے، اسے نہ سنانے والا حافظ سمجھتا ہے کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں اور نہ سننے والا مقتدی سمجھتے ہیں کہ ہم کیا سن رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ جس قرآن کے الفاظ صرف دہرائے یا سنے جائیں اور انہیں سمجھانہ جائے، اسے قرآن کا مفہوم سامنے نہیں آسکتا اور نہ ہی یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارے لئے زندگی کا کونسا نقشہ متعین کرتا ہے۔

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے؟

جب ہم صحیح مسلمان تھے کسی گروہ یا فرقہ میں تقسیم نہ تھے تب قرطبہ پر مسلمان حکمران تھے خلافتِ عثمانیہ بھی مسلمانوں کی پہچان تھی تعلیمی درس گاہیں بھی مسلمانوں کی تھی سائنسدان بھی مسلمان تھے دنیا میں ہر نئی چیز مسلمان متعارف کرواتے تھے جب سے ہم نے صوبائیت، لسانیت کو اپنایا اور فرقہ بندی کو اپنی پہچان بنایا تب سے ہم ہر شعبہ میں زوال کا شکار ہیں پستی اور ذلت مسلمانوں کا مقدر بنتی جا رہی ہے آئیے ہم پھر سے صحیح مسلمان بن جائیں اپنی پہچان بطور مسلمان کروائیں تاکہ اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوگم شدہ علمی میراث واپس مل جائے اور عظمتِ رفتہ بحال ہو جائے اور پھر شان سے زندگی گزارنے لگ جائیں جیسے مدینہ منورہ کی پہلی اسلامی ریاست میں صحابہؓ شان سے زندگی گزارتے تھے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے امین